قاضی ابن العربی مالکیؒ نے لکھا ہے: بیشک نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ یہ حکم صرف اس لیے ہے کہ عورت پر اپنا خاوند متعین کرنے میں غلط اور ہیجانی فیصلے کا اندیشہ ہوتا ہے، جس سے ولی پر عار لاحق ہوتا ہے۔[أحكام القرآن ١٥٤/٣]

علامہ مبارکپوریؒ کہتے ہیں: ''اگر ولی اختلاف کریں'' یعنی ان کا اختلاف محض عورت کو نکاح سے روکنے کے لیے ہو' تو ولیوں کو نااہلی کی بنیاد پر کالعدم قرار دے کر عدالت کا قاضی خود اس کا نکاح کرائے گا۔ [تحفة الأحوذي شرح الترمذي]

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی کہتے ہیں: نکاح ایک خطرناک معاملہ ہے، اس کے متعدد مقاصد ہوتے ہیں، مثلاً ایک کنبے کی تکوین، آپس میں اتفاق ویگانگت وغیرہ۔ اور آدمی اپنی زندگی کے تجربات اور معلومات کی روشنی میں ان مقاصد کو مدنظر رکھتا ہے۔ جبکہ عورت کی معلومات محدود ہوتی ہیں اور وقتی حالات سے متأثر ہو جاتی ہے۔ اس مصلحت کی وجہ سے شریعت نے عقد نکاح کا کام مرد کے ذمے لگایا ہے۔[الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٥/٧]

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں: معاشرتی معاملات میں شارع طرفین کی رعایت کرتا ہے۔ اور نظم وضبط قائم کرنے کے لیے یہی طریقہ مناسب ترین ہے۔ مثلاً لوگوں کو حکم دیا: ''زکاۃ لینے والوں کو راضی کرو، اگرچہ وہ ظلم کریں۔'' اور زکاۃ لینے کے ذمہ داروں کو سختی سے حکم دیا: ''میں تمہیں سختی سے منع کرتا ہوں کہ ان کے مال میں سے چن کر عمدہ ترین چیزیں نہ لو۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچو......اسی طرح نکاح کے مسئلے میں ولی کو پابند کیا کہ اپنی زیر ولایت عورت پر اپنی ذاتی مرضی مسلط نہ کرلے، بلکہ اس کے مفادات اور اس کی رضامندی کا ضرور اہتمام کرے اور عورت کو حکم دیا کہ زندگی کے اس اہم موڑ پر اپنے ولی کو نظرانداز نہ کرے۔''[فيض الباری شرح صحيح البخاری]

امام ابن حزمؒ لکھتے ہیں: عورت کے لیے نکاح کرانا حرام ہے؛ خواہ وہ ثیبہ ہو یا باکرہ۔ اس کے لیے اپنے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر کسی عورت کے قریب وبعید سب ولی اس کو نکاح کی اجازت ہی نہ دیں تو حکمران اس کا نکاح کرائے گا۔[المحلیٰ بالآثار ح:١٨٢٥، الفتاویٰ ١٣١/٣٢]

حافظ صلاح الدین یوسف: نکاح صرف دو افراد کے باہمی تعلق کا نام نہیں؛ بلکہ دو خاندانوں کے باہمی تعلقات، معاشرتی عزت ووقار، کفالت اولاد اور نئے تشکیل پانے والے کنبے کے مستقبل کے معاملات اس رشتے سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا جس فیصلے سے جتنے لوگ متأثر ہوتے ہیں؛ اس فیصلے میں ان سب کے مفادات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔
[مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں]

اطمینانِ قلبی کا نسخہ

ابو جمیل عبدالرحمٰن حنیف

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ [الرعد ۲۸] اس دنیا میں ہر کوئی سکون اور اطمینانِ قلب کا متلاشی ہے۔ حتیٰ کہ لوگ سکون پانے کے لیے بہت کچھ کر گزرتے ہیں؛ لیکن سکون نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سکون حاصل کرنے کے لیے وہ طریقے اختیار کرتے ہیں، جن سے سکون کی بجائے مزید بے سکونی ملتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ خواہشات پورے ہونے سے سکون ملتا ہے، مال ومنال کی بہتات اور سہولیات کی کثرت سے سکون ملتا ہے۔ یہ محض خوش فہمی اور مغالطہ ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں' جن کے پاس مال ومنال کے انبار لگے ہوتے ہیں؛ لیکن بے سکونی کی وجہ سے نیند تک نہیں آتی اور مختلف خواب آور گولیاں کھا کر سونے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج ذہنی امراض کے ہسپتال بڑھ رہے ہیں۔ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ معاشی پریشانی بھی کوئی نہیں، گھریلو مسئلہ کوئی نہیں؛ لیکن چین اور سکھ نہیں ہے۔ کیسے سکون ہو؟ معاصر انسان نے سکون اور چین حاصل کرنے کا طریقہ بگاڑ لیا ہے۔ لوگ فلموں، ڈراموں میں سکون ڈھونڈ رہے ہیں، کھیل تماشے میں جی لگا کر اطمینانِ قلب تلاش کر رہے ہیں۔ نہیں یہ سکون کی جگہ نہیں، یہ تو بے سکونی کے اسباب ہیں۔ ان سے اضطراب، بے چینی اور بیقراری مل سکتی ہے، سکون کبھی نہیں مل سکتا۔ آیئے سکونِ قلب کا نسخہ شافی انسان اور اس کے قلب و ذہن کے خالق و مالک کی کتاب قرآن کریم اور رسول عربی ﷺ کی سیرت سے پوچھیں۔

سکون کیسے ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے سکون حاصل کرنے کے لیے ایک کلی طریقہ بتلایا ہے۔ اور جزوی اسباب بھی بتلائے ہیں۔ کلی اور جامع طریقہ یہ ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ فرمایا: لوگو! ''کان کھول سن لو دلوں کا اطمینان اور قلبی سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔'' اور یہاں ''اللہ کے ذکر'' سے مراد قرآن وسنت ہے۔ یعنی قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے سے دلوں کو قرار اور سکون ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۞ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ [طٰہٰ ۱۲۳-۱۲۴] اللہ پاک فرماتے ہیں کہ یقیناً میری طرف سے

تمہارے پاس ہدایت آئے گی، پھر جو میری نازل کردہ ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرے وہ نہ بھٹکے گا اور نہ بیقراری وبدبختی کا شکار ہوگا۔ اور جو میرے ذکر (قرآن وحدیث) سے اعراض کرے، اس کو کوئی سکھ، چین اور سکون نہیں ملے گا ؛ بلکہ تنگی، بیقراری اور بے سکونی والی زندگی پائے گا۔ انہیں دنیا میں، عالم برزخ میں اور محشر میں کہیں بھی سکون نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ [النحل ۹۷] ''جو مرد اور عورت نیک عمل کریں (کتاب وسنت کے مطابق زندگی گزاریں) ہم انہیں باوقار صاف ستھری اور پُر سکون زندگی دیں گے۔'' دنیا میں بھی سکون، قبر میں بھی سکون، اور حشر میں بھی سکون ہی نصیب ہوگا۔ غرض سکون حاصل کرنے کے لیے یہ بڑی جامع نصیحت ہے کہ اپنی زندگی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق بنالی جائے۔ گناہ، نافرمانی اور فسق وفجور تو دلوں کے روگ ہیں، جن سے دل بگڑ جاتا ہے اور قرار نہیں آتا۔ دیکھ لو! ایک تکلیف، مصیبت یا پریشانی ایک بے دین شخص کو آتی ہے، تو وہ دیواروں کو ٹکر مارتا ہے، خودکشی پر اتر آتا ہے، واویلا کرتا ہے، حتیٰ کہ ذہنی توازن کھو بیٹھتا ہے۔ لیکن وہی تکلیف ایک دیندار و پرہیزگار شخص کو پہنچتی ہے تو وہ تکلیف میں بھی پُرسکون رہتا ہے۔ وہ خودکشی کا ارادہ ہی نہیں کرتا، وہ دیواروں کو ٹکریں نہیں مارتا، وہ ذہنی توازن سے محروم نہیں ہوتا۔ وہ مصیبت وپریشانی کو اللہ کا فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیتا ہے اور اللہ کی طرف سے اسے سکون ملتا ہے۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ سے تعبیر فرمایا: ''عجبًا لأمرِ المؤمنِ، إنّ أمرَه كله خيرٌ وليس ذٰلک لأحدٍ إلا لمؤمنٍ، إن أصابتْه سراءُ شكرَ فكانَ خيرًا له، وإن أصابتْه ضرّاءُ صبرَ وكانَ خيرًا له'' [صحیح مسلم کتاب الزهد ح۱۹۹۹] ''تعجب ہے ایمان دار شخص کی حالت پر کہ اس کے تمام معاملات اس کے لیے بہتر ہوتے ہیں۔ یہ اعزاز صرف ایمان دار شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس کو خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے تو رب کا شکر ادا کرتا ہے، جو اس کے لیے بہت بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر اسے تکلیف ہوتی ہے، تو صبر کرتا ہے؛ تو اس کا صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' ان آیات اور احادیث میں اطمینان قلب اور دلی سکون کا کلی ضابطہ ودستور بیان کیا گیا ہے اور وہ ایمان قوی اور اتباع قرآن وسنت ہے۔

اس طرح قرآن وسنت میں سکون حاصل کرنے کے لیے کئی جزوی اسباب بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آنکھیں دل کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں۔ دل اور آنکھوں کے آپس میں بڑا گہرا رشتہ اور تعلق ہے۔ اس لیے شریعت میں آنکھوں کے متعلق دو ضابطے بتلائے گئے ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو دل سکون پاتا ہے۔ انسان کے اندر دو خواہشات بنیادی

حیثیت رکھتی ہیں: ایک مادی خواہش کہ کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا ملے، مال ومنال وافر ہو، سواری اور مکان عالیشان ہو، آسائشیں اور سہولتیں میسر ہوں۔ جب یہ خواہشات پوری نہیں ہوتیں تو انسان کا دل تڑپتا ہے۔ دوسری خواہش جنسی خواہش ہے۔ جب یہ پوری نہیں ہوتی تو انسان کا مزاج بگڑتا ہے۔ اللہ پاک نے نظر کی حفاظت کے دو ضابطے بتلائے ہیں:

پہلا ضابطہ: مادی خواہش کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ہے۔ حدیثِ نبوی ہے: "**انظروا إلٰی منْ هو أسفلُ منكم ولا تنظروا إلٰی منْ هو فوقَكم، ذٰلک أدنیٰ ألا تزدرُوا نعمةَ اللهِ عليكمْ**" [صحيح البخاری کتاب الرقاق ح ٦٤٩٠، صحيح مسلم کتاب الأدب ح ٢١٥٩] "اپنے سے نیچے معیار والے لوگوں کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والوں کو نہ دیکھو، یہ اس بات کا ذریعہ ہے کہ تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے۔" یعنی دنیا کے میدان میں مال ومنال، سواری، مکان، صحت و جمال اور آسائش وسہولیات میں اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھو، اپنے سے بالاتر کو نہ دیکھو۔ ذاتی مکان والا کرایے پر رہنے والے کو اور کرایے والا جھونپڑی والے کو اور جھونپڑی والا فٹ پاتھ والے کو دیکھے۔ اس سے اللہ کی نعمتوں کی قدر پیدا ہوگی، شکر گزاری پیدا ہوگی اور سکون ملے گا۔ ہم الٹ ہیں؛ دنیا کے میدان میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھ کر ہر وقت جلتے اور کڑھتے رہتے ہیں، میرے پاس یہ بھی نہیں، فلان کے پاس تو یہ بھی ہے، وہ بھی ہے......

بابا سعدیؒ کا واقعہ: بابا سعدیؒ فارس کے معروف ادیب تھے۔ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہیں: میں لمبا سفر کر کے دمشق گیا۔ سواری تو کجا پاؤں میں جوتا بھی نہیں تھا۔ پیدل چلنے کی وجہ سے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ دل میں شکوہ پیدا ہوا کہ اللہ نے پہننے کو جوتا بھی نہیں دیا۔ یہی سوچتے سوچتے دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی پہلی نظر ایسے شخص پر پڑی جس کے دونوں پاؤں نہیں تھے۔ فوراً استغفار کیا اور سجدہ شکر بجالایا کہ کیا ہوا اگر جوتا نہیں ہے، اللہ نے مجھے چلنے کے لیے دو پاؤں تو دیے ہیں۔ تو حقیقت ہے جب آدمی اپنے سے کم تر کو دیکھے گا تو اسے سکون ملے گا۔ اور اگر برتروں کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھتا رہے گا، تو بے سکونی ملے گی۔ پھر اس کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

دوسرا ضابطہ: یہ جنسی خواہش کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ہے۔ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝﴾ [النور ٣٠] "اہل ایمان سے